سیر و سوانح

علامہ ابنِ سلّام ہرویؒ

(حیات و خدمات)

پروفیسر نور احمد شاہتاز

تاریخ کے صفحات دوسری صدی کے نصف آخر اور تیسری صدی کے ربع اول میں ایک ایسی نابغۂ روزگار ہستی کا پتہ دیتے ہیں جو اپنے عہد کے عبداللہ بن عباسؓ گزرے ہیں۔ تاریخ بغداد میں عبداللہ بن طاہر کے حوالہ سے (۱۲/۲۱۱) میں لکھا ہے کہ علمائے اسلام چار ہی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے دور کے، امام الشعبیؒ اپنے دور کے، قاسم بن معینؒ اپنے زمانہ کے اور ابوعبید القاسم بن سلاّمؒ اپنے عہد کے۔

نام و نسب

ابوعبید القاسم بن سلاّم بغدادی خراسان کے شہر ہرات سے تعلق رکھتے تھے[۱] اس لیے بعض مورخین نے ان کے نام کے ساتھ خراسانی اور ہروی لکھا ہے[۲] آپ بنی ازد کے غلام تھے۔ بعض نے انصار کا غلام لکھا ہے۔

والد کا نام سلاّم ہے (یعنی لام کی تشدید کے ساتھ) نہ کہ سلام (لام کی تخفیف سے) ابوالفضل بن العمید (۳۶۴ھ) کے ہاں کسی نے ابن سلام (لام کی تخفیف سے) کہا تو علماء بغداد نے اسے برا جانا۔

سلاّم ہرات کے کسی شخص کے غلام تھے۔ وہ رومی الاصل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سلاّم اور ان کے صاحب زادے ابوعبید اپنے مالک کے بیٹے کے ساتھ مدرسہ گئے اور وہاں استاذ سے جا کر کہا "علمی القاسم فانها کیسه" (قاسم کو پڑھائیے یہ بڑے ذہین ہیں) ان عربی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اچھی عربی نہیں جانتے تھے۔

اسی لیے وہ مذکر اور مونث تک کا لحاظ نہیں کر سکے۔

علمی مصروفیات

علامہ ابوعبید خراسان کے شہر ہرات میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔[۳] زبیدی نے ان کا سن ولادت ۱۵۴ھ بیان کیا ہے۔[۷] ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے والد گرامی کی خواہش پر بچپن ہی میں ہرات کو خیرباد کہا اور بصرہ و کوفہ کا رخ کیا جو اس دور کے علمی مراکز تھے۔ وہاں آپ نے لغت (عربی) فقہ، حدیث علم کلام اور دیگر علوم دور اول کے علماء سے حاصل کیے۔[۸] طلب حدیث کے لیے آپ دمشق گئے اور وہاں شیوخ حدیث سے استفادہ کیا۔[۹]

تکمیل علم کے بعد آپ اتالیق مقرر ہوئے چنانچہ بغداد میں شارع بشر و بشیر پر آپ ایک لڑکے کو پڑھایا کرتے تھے۔ پھر خراسان آئے تو ہرثمہ بن اعین کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ ہرثمہ الرشید اور المامون کے دور کا معروف فوجی کمانڈر تھا جسے مامون نے ۲۰۰ھ میں قتل کروایا تھا۔[۸] شام کے ایک مشہور قائد ثابت بن نصر بن مالک الخزاعی نے بھی (جو ۱۹۲ھ میں ثغور شام (شام کے سرحدی علاقے) کا بھی والی رہا) علامہ ابوعبید کی خدمات اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کے لیے حاصل کیں۔ ثغور شام کی ولایت ملنے پر ثابت بن نصر نے علامہ ابوعبید کو طرسوس کا قاضی مقرر کیا۔[۹] آپ ۱۸ برس تک اس علاقے کے قاضی رہے پھر ۲۱۰ھ میں دوبارہ بغداد تشریف لے گئے اور وہاں عبداللہ بن طاہر والی خراسان سے ملاقات کی۔ ابن طاہر نے آپ کی عزت افزائی کی اور دو ہزار درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ ابوالعباس احمد بن یحیی ثعلب کہتے ہیں:

"طاہر بن عبداللہ بن طاہر اپنے والد کی زندگی ہی میں خراسان سے حج کو گیا تو اسحاق بن ابراہیم کے ہاں ٹھہرا۔ پھر اس نے اسحاق کو علماء کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ وہ انھیں طاہر سے ملانے کے لیے لائے۔ چنانچہ بعض علماء حدیث و فقہائے کرام ملنے کو آئے ان میں ابن الاعرابی اور ابونصر (صاحب الاصمعی) بھی تھے۔"

علامہ ابوعبید القاسم بن سلاّم کو بھی حاضری دربار کا پیغام ملا مگر آپ نے کہلا بھیجا کہ:

"علم کی طرف جایا جاتا ہے، علم کو بلایا نہیں جاتا۔" اسحاق کو ان کی یہ بات اور پیغام نہایت ناگوار گزرا چنانچہ اس نے عبداللہ بن طاہر کی طرف سے انھیں ملنے والا (دو ہزار

درہم ماہانہ) وظیفہ بند کر دیا اور عبداللہ بن طاہر کو واقعہ کی اطلاع بھی کر دی، اس پر عبداللہ نے اسے لکھا: علامہ ابوعبید نے سچ فرمایا اور میں ان کی اس حق گوئی پر ان کا وظیفہ دوگنا کرتا ہوں۔ تم فوراً ان کا سابقہ (روکا ہوا) بھی ادا کرو اور آئندہ بھی (نئی شرح کے مطابق) پابندی سے ادا کرتے رہو۔[۹] چنانچہ اس واقعہ کا دونوں حضرات کے تعلقات پر گہرا اثر ہوا اور ایک دوسرے کی قدرافزائی پہلے سے زیادہ ہوگئی۔ اب تو کیفیت یہ ہوئی کہ علامہ ابوعبید جب بھی کوئی کتاب لکھتے عبداللہ بن طاہر کو تحفۃً اس کا نسخہ بھجوا دیتے اور عبداللہ جواباً مال خطیر نذر کرتا۔[۱۰] کہا جاتا ہے کہ علامہ ابوعبید نے جب اپنی کتاب "غریب الحدیث" مکمل کی اور عبداللہ بن طاہر کو بھجوائی تو اس نے بڑی تعریف کی اور کہا "ایسے شخص کو اپنی عقل وفہم کے مزید جوہر دکھلانے کا موقع ملنا چاہیے اور اسے فکر معاش سے آزاد کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ اسی کے ساتھ ان کا ماہانہ وظیفہ دس ہزار درہم مقرر ہوا"۔[۱۱]

ابو دلف العجلی (۲۲۵ھ) کو علامہ ابوعبید کے علمی مرتبہ ومقام کا علم ہوا تو اس نے عبداللہ بن طاہر سے درخواست کی کہ دو ماہ کے لیے انھیں اس کے ہاں بھیجا جائے۔ چنانچہ علامہ تشریف لے گئے اور دو ماہ ابودلف کو میزبانی کا شرف بخشا، واپسی کے لیے روانہ ہونے لگے تو ابودلف نے تیس ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا جسے آپ نے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ "میں ایک ایسے شخص سے متعلق ہوں جو میری تمام ضروریات کا خیال رکھتا ہے پھر کسی اور سے کچھ لینا میرے لیے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ جب آپ واپس ابن طاہر کے پاس پہنچے تو اسے اس واقعہ کا علم ہو چکا تھا، چنانچہ اس نے بھی تیس ہزار درہم پیش کیے جنھیں آپ نے اس کے اصرار پر اس صورت میں قبول کیا کہ وہ رقم کی بجائے کچھ ساز وسامان (تحفے تحائف) خرید کر دے دے تاکہ آپ اپنے وطن جا سکیں، عبداللہ نے ایسا ہی کیا۔

ایسا لگتا ہے کہ علامہ ابوعبید نے کچھ عرصہ "مرو" میں بھی گزارا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ طاہر بن الحسین الخزاعی مشہور کمانڈر (۲۰۷ھ) جب خراسان گیا تو اس نے "مرو" میں قیام کیا اور مصاحبوں سے کہا کہ کسی ایسے عالم کو بلائیں جو رات بھر اس کے پاس قیام کرے اور جس سے اس کی مجلس میں کچھ علمی گفتگو ہوتی رہے۔ اسے بتایا گیا کہ یہاں کوئی ایسا بڑا عالم نہیں سوائے علامہ ابوعبید کے کوئی اور نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ کو پیغام ملا اور وہ تشریف لے

گئے۔ گفتگو کرنے پر پتہ چلا کہ علامہ، عربوں کی تاریخ کے بہت بڑے ماہر اور نحو و لغت و فقہ کے امام ہیں۔ طاہر نے کہا: آپ کو اس چھوٹے سے شہر میں رکھنا آپ کی قدر آور شخصیت کے ساتھ زیادتی ہے۔

اس نے ایک ہزار دینار آپ کی نذر کیے اور کہا ابھی تو میں خراسان کی جنگ میں جا رہا ہوں اور مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ کو بھی اس سفر مشقت میں ڈالوں۔ آپ یہ ہدیہ قبول فرمائیے، واپسی پر اللہ نے چاہا تو ملاقات ہوگی۔ علامہ ابو عبید ان دنوں "غریب المصنف" لکھنے میں مصروف تھے طاہر کی واپسی تک آپ نے وہ مکمل کر لی، چنانچہ طاہر واپسی پر آپ کو اپنے ساتھ سامرہ لے گیا۔[۱۱]

۲۱۳ھ میں آپ مشہور محدث یحییٰ بن معین کے ساتھ مصر تشریف لے گئے جہاں آپ نے تصنیف و تالیف کے کام کو آگے بڑھایا اور اپنی تصنیفات میں مصر کا تذکرہ بھی کیا۔ مصر کے اس علمی سفر کا حال آپ نے اپنی کتاب "غریب الحدیث" میں بھی بیان کیا ہے۔

حدیث عقبہ بن عامر کی تشریح میں آپ لکھتے ہیں کہ "وہ صبیب (سرخ یا زرد رنگ) کا خضاب استعمال کرتے تھے اور صبیب تلوں کے پتوں کا پانی یا نباتات میں سے کوئی نبات ہے اور مصر میں مجھے بتایا گیا کہ ان کا پانی سرخ ہوتا ہے جس کے اوپر سیاہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قِسّی پہننے سے منع فرمایا ہے"۔ پھر کہتے ہیں "قسّی ایک لباس ہے جو ریشم سے تیار ہوتا ہے اور مصر سے لایا جاتا ہے"۔ اصحاب حدیث قسی کو قاف کے زیر اور سین کی تشدید سے پڑھتے ہیں، جبکہ مصری لوگ اسے قَسّی (قاف کے زبر اور سین کی تشدید سے) پڑھتے ہیں اور اس کا تعلق ایک شہر سے بتاتے ہیں جس کا نام "القس" ہے اور علامہ کہتے ہیں میں نے وہ شہر دیکھا ہے۔[۱۲]

۲۱۹ھ میں علامہ ابو عبید عازم حج ہوئے۔ فریضۂ حج ادا کیا۔ واپسی کے لیے سواری کرایہ پر حاصل کی تاکہ عراق جا سکیں۔ صبح سویرے روانگی کا پروگرام تھا۔ رات کو خواب میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی دیکھا کہ آپؐ تشریف فرما ہیں۔ آپؐ کے آس پاس آپؐ کے محبوب احباب بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ آ جا رہے ہیں، جو

۴۶۴

سلام پیش کرتے ہیں اور مصافحہ سے مشرف ہو رہے ہیں، علامہ فرماتے ہیں۔ مگر میں جیسے ہی قریب ہونے کی کوشش کرتا ہوں روک دیا جاتا ہوں۔ پھر میں لوگوں سے پوچھتا ہوں تم مجھے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے کیوں نہیں دیتے؟ جواب ملتا ہے تم نہیں مل سکتے کیوں کہ تم کل عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے ان (لوگوں) سے کہا اگر یہ وجہ ہے تو میں عراق جانے کا ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں۔ لوگ مجھ سے وعدہ لیتے ہیں اور پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات کی اجازت مل جاتی ہے، چنانچہ میں حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کرتا ہوں، حضورؐ مجھ سے مصافحہ فرماتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو میں نے کرایہ کی سواری واپس کر دی اور عراق واپسی کا ارادہ ترک کر دیا[۱۰]

اس روز سے علامہ ابو عبید مکہ ہی میں سکونت پذیر ہو گئے وہیں آپ کا انتقال ہوا اور دور جعفر میں محرم ۲۲۴ھ میں تدفین عمل میں آئی[۱۱] بعض مورخین نے آپ کا سن وفات ۲۲۲ھ بعض نے ۲۲۳ھ اور بعض نے ۲۳۰ھ بیان کیا ہے[۱۲] آپ نے ۷۳ برس عمر پائی۔ بعض کے بقول آپ کا انتقال ۶۷ برس کی عمر میں ہوا[۱۳] لیکن زیادہ صحیح روایت ۷۳ برس کی ہے۔

اساتذہ

علامہ ابو عبید نے ادب، لغت، حدیث، قرارت اور دیگر علوم اپنے دور کے ممتاز عراقی وشامی علماء سے حاصل کیے۔ آپ کے بعض مشائخ (اساتذہ) کے اسماء گرامی (بترتیب حروف تہجی) حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ شیخ الاحمر علی بن المبارک (م ۱۹۴ھ)
۲۔ شیخ اسحاق بن یوسف الازرق (م ۱۹۵ھ)
۳۔ شیخ اسماعیل بن جعفر (م ۱۸۰ھ)
۴۔ شیخ اسماعیل بن علیہ الاسدی (م ۱۹۳ھ)
۵۔ شیخ اسماعیل بن عیاش (م ۱۸۱ھ)
۶۔ شیخ الاصمعی ابو سعید عبدالملک بن قریب (م ۲۱۶ھ)
۷۔ شیخ ابن الاعرابی ابو عبید اللہ محمد بن زیاد (م ۲۳۱ھ)
۸۔ شیخ الاموی یحییٰ بن سعید (م ۱۹۴ھ)
۹۔ شیخ ابوبکر بن عیاش (۱۹۳ھ)
۱۰۔ شیخ جریر بن عبدالحمید (م ۱۸۷ھ)
۱۱۔ شیخ حجاج بن محمد (م ۲۰۶ھ)

۱۲۔ شیخ حفص بن غیاث (م ۱۹۴ھ) ۱۳۔ شیخ حماد بن مسعدۃ (م ۲۰۱ھ)
۱۴۔ شیخ ابو زیادہ الکلابی یزید بن عبداللہ بن الحر (سن وفات معلوم نہیں ہوسکا)
۱۵۔ شیخ ابو زید الانصاری سعید بن اوس (م ۲۱۴ھ)
۱۶۔ شیخ سعید بن الحکم بن ابی مریم المصری (م ۲۲۴ھ)
۱۷۔ علامہ سفیان بن عینیہ (م ۱۹۸ھ) ۱۸۔ شیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن حماد (م ۲۵۲ھ)
۱۹۔ شیخ سلیم بن عیسیٰ (م ۱۸۸ھ) ۲۰۔ الامام الشافعی محمد بن ادریس (م ۲۰۴ھ)
۲۱۔ شیخ شجاع بن ابی نصر (م ۱۹۰ھ) ۲۲۔ شریک بن عبداللہ القاضی (م ۱۷۷ھ)
۲۳۔ شیخ صفوان بن عیسیٰ القسام (م ۲۰۰ھ)
۲۴۔ عباد بن عباد المہلبی (م ۱۸۱ھ) ۲۵۔ عبدالاعلیٰ بن مہر بن عبدالاعلیٰ الغسانی (م ۲۱۸ھ)[۱۸]

عادات واطوار

علامہ ابوعبید مہندی کا خضاب کرتے تھے۔ سرخ داڑھی اور سرخ (سر کے) بالوں والے تھے۔ ان کے چہرے سے ہیبت و وقار جھلکتا تھا۔ نہایت عبادت گزار اور کثیر المطالعہ تھے۔ آپ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ابوبکر بن الانباری کہتے ہیں کہ "ان کی راتیں، عبادت اور مطالعہ میں گزرتی تھیں۔ تہائی رات یا اس سے بھی کم آرام فرماتے تھے"[۱۹] آپ کا حافظہ قوی اور یادداشت بڑی عمدہ تھی۔ آپ کے ایک شاگرد ابومنصور نصر ابن داؤد صاغانی کہتے ہیں "ابوعبید فرمایا کرتے تھے کہ ایک نشست میں پچاس حدیثیں یاد کرلینا میرے لیے چنداں مشکل نہ تھا"[۲۰] آپ اپنے اساتذہ وشیوخ حدیث کا حد درجہ احترام کرتے۔ اس کی ایک مثال خود ان کا یہ قول ہے کہ میں نے کبھی کسی استاذ یا شیخ حدیث سے ملاقات کرنی چاہی تو ان کے دروازے پر جا کر ان کے از خود باہر آنے کا منتظر رہا۔ دروازہ کھٹکھٹانا یا دستک دینا سوئے ادب سمجھا۔ اس سلسلہ میں میں نے ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ	اے نبی ان کے لیے بہتر ہوتا کہ اگر وہ آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر سے انتظار کرتے[۲۱]

آپ کی علمی دیانت داری کا اندازہ آپ کے اس قول سے کیا جاسکتا ہے جسے آپ کے ایک شاگرد عباس بن محمد الدوری نے نقل کیا ہے کہ شکرِ علم کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی بات آپ نہ جانتے ہوں پھر آپ کو معلوم ہو جائے اور وہ بات آپ لوگوں سے بیان کریں تو اس اعتراف کے ساتھ بیان کریں کہ مجھے بھی اس کا علم نہیں تھا تا آنکہ فلاں صاحب نے مجھے اس اس طرح یہ بات سکھائی یا سمجھائی اور یوں میرے علم میں یہ بات آئی"۔ [۲۲]

آپ کا قول جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے یہ ہے کہ "متبع سنت شخص ایسا ہے جیسے آگ پر قابو پانے والا اور میرے نزدیک اتباع سنت فی زمانہ اللہ کی راہ میں (جہاد میں) تلوار چلانے سے بھی زیادہ افضل ہے"۔

علم وفضل

علامہ ابو عبید نے اپنی زندگی میں اور بعد از وفات زبردست شہرت پائی۔ آپ کے اپنے دور میں اور بعد کے ادوار میں ہمیشہ آپ کو اچھے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ آپ کو ایک متقی، زاہد عابد، شب زندہ دار، کریم النفس، مجسمہ اخلاق کریمانہ، فاضل علوم و فنون، تصنیف و تالیف کے دھنی اور اجتہاد و تبحر علمی کے مالک شخص کی حیثیت سے شہرت حاصل تھی۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے تھے: "علامہ ابو عبید استاذ ہیں اور آپ کے علم و فضل کی وجہ سے روز بروز آپ کی قدر و منزلت ہم پر واضح ہو رہی ہے"۔ [۲۳]

سنن ابی داؤد کے جامع علامہ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سے علامہ ابو عبید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا "وہ ایک امین و ثقہ عالم ہیں"۔ معروف محدث و اسماء الرجال کے عالم یحییٰ بن معین سے کسی نے پوچھا کہ "ابو عبید سے روایت حدیث لینا کیسا ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھ سے ابو عبید کے بارے میں پوچھتے ہو؟ وہ تو ایسی شخصیت ہیں کہ ان سے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے"۔ پھر کہا میں اصمعی کے پاس تھا کہ ابو عبید تشریف لائے، علامہ اصمعی نے انھیں آتا دیکھ کر کہا، جانتے ہو آنے والا کون ہے؟ حاضرین نے کہا ہاں، اصمعی نے کہا جب تک یہ

شخص زندہ ہے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔[۲۴]

ابراہیم الحربی ان کے بارے میں کہتے ہیں "ابو عبید تو ایسے تھے جیسے پہاڑ میں روح پھونک دی گئی ہو اور اس کی ہر شئے بھلی لگ رہی ہو۔"[۲۵] قاضی احمد بن کامل کہتے ہیں "علامہ ابو عبید القاسم بن سلام اپنے مذہب وعلم میں انتہائی فاضل تھے، ربانی قسم کے عالم تھے، علوم وفنون اسلامی کے ماہر، قرآن وسنت اور فقہ کے متبحر عالم، ثقہ راوی ایسے ثقہ کہ آج تک کسی نے ان کی ثقاہت میں طعن نہیں کیا۔[۲۶]

الجاحظ نے کتاب المعلمین میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے "وہ معلمین میں سے اور پھر فقہا، محدثین میں سے تھے۔ ان کا شمار ماہرین علم نحو میں بھی تھا اور وہ ان علماء میں بھی شامل تھے جو کتاب وسنت، ناسخ ومنسوخ، غریب الحدیث اور اعراب القرآن کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جن لوگوں نے علم کے متعدد اصناف میں کتابیں لکھی ہیں علامہ ابو عبید القاسم بن سلام ان میں سرفہرست ہیں۔ آپ ایسے ادیب تھے کہ ان کی طرز پر علم وادب کی مفید تالیفات کم ہی لوگوں نے لکھی ہوں گی۔"[۲۷]

ابن درستویہ ان کے بارے میں کہتے ہیں "آپ بغداد کے محدثین اور کوفیوں کے نظریات پر علم نحو کے زبردست عالم تھے، لغت کے راویوں میں تھے اور قرات میں بصرہ کے علماء میں منفرد تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہے جو فنون کثیرہ میں لکھنے اور شہرت پانے والے تھے۔ آپ صاحب فضل ومجد اور عابد وزاہد صاحب مذہب تھے۔[۲۸]

ابو العباس احمد بن یحیٰ ثعلب کا خیال ہے کہ اگر ابو عبید بنی اسرائیل میں ہوتے تو ان کی شان کچھ اور ہی ہوتی۔[۲۹]

ہلال بن العلاء الرقی کہتے ہیں "اللہ نے اس امت پر چار اشخاص کا انعام فرمایا جو اپنے زمانہ کے عبقری تھے، ایک تو امام شافعی کہ جن کی فقہ حدیث قابل داد ہے۔ دوسرے امام احمد بن حنبل کہ جنھوں نے صبر واستقامت سے فتنوں کا مقابلہ کیا، اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ کفر کا شکار ہو جاتے، تیسرے یحیٰ بن معین کہ جنھوں نے احادیث رسول کو کذب سے محفوظ کیا اور چوتھے ابو عبید القاسم بن سلام کہ جنھوں نے غریب الحدیث کو بیان کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ گمراہ ہو جاتے۔[۳۰]

علامہ ابو قدامہ، ابن راہویہ، عبد اللہ بن طاہر، ابن حبان، حاکم الازہری، الدانی،

ابن الجزری، ذہبی، الداودی ودیگر مشاہیر علماء ومشائخ نے بھی علامہ ابن سلام کی علمی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور انھیں شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

تالیفات

آپ نے تالیفات کا بڑا ذخیرہ ورثہ میں چھوڑا، ان میں سے بیشتر علوم قرآن کریم، علوم حدیث شریف، لغت، امثال، انساب اور تراجم پر مشتمل ہیں۔

ابن درستویہ کے مطابق آپ کی پچیس سے زائد مصنفات علوم قرآن، فقہ، غریب الحدیث، امثال، معانی الشعر اور غریب المصنف کے موضوعات پر ہیں[۳۱]

ابن ندیم اور ابن خلکان نے آپ کو صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے[۳۲]

ابوطیب لغوی کا خیال ہے کہ چونکہ آپ کی تالیفات کو سرکاری سطح پر سراہا جاتا تھا اس لیے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے[۳۳] آپ کی بعض معروف کتابوں کے اسماء، ابن ندیم نے الفہرست (ص ۱۱۲) میں ذکر کیے ہیں نیز انباہ الرواۃ (جلد۳، ص ۲۲)، معجم الادباء (ج ۱۶، ص ۲۶۰) وفیات الاعیان (ج ۴، ص ۶۳)، عیون التواریخ (ص ۲۸۸) مراۃ الجنان (ج ۲، ص ۸۸) اور کشف الظنون (جلد ۲، ص ۱۳۸۵) میں آپ کی تالیفات کا ذکر ملتا ہے۔ہم اختصار کے پیش نظر صرف چند مصنفات کا ذکر کرتے ہیں۔

الاحداث، آداب السلام، ادب القاضی، استدراک الغلط، الامثال السائرۃ، الاموال، انساب الخلیل، الایمان والنذور، الحجر والتفلیس، الحیض، الخطب والمواعظ، الشعراء، شواہد القرآن، الطلاق، الطہارۃ، عدد آی القرآن، غریب الحدیث، غریب القرآن، الغریب المصنف، فضائل الفرس، فضائل القرآن، القراءات، القضاء وآداب الاحکام، کتاب الایمان ومعالمہ وسننہ واستکمالہ ودرجاتہ، کتاب النحو، المجاز فی القرآن، المذکر والمونث، معانی الشعر، معانی القرآن، فضائل الفرسان، المقصور والممدود، الناسخ والمنسوخ، النسب، نصوص فی الحج، النکاح[۳۴]

تلامذہ

علامہ کے تلامذہ کی تعداد کا تعین مشکل امر ہے۔ان کے بعض تلامذہ نے علم وفن

کے میدان میں بڑی شہرت پائی۔ اسماء الرجال کی کتب میں ان کے تلامذہ کے احوال بڑے شرح وبسط سے مذکور ہیں۔ علامہ کے علمی مرتبہ ومقام اور ان کی شہرت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کے تلامذہ میں صحاح ستہ کے بعض مولفین، تاریخ ورجال کے ماہرین، لغت وادب کے ائمہ اور فقہ وفتاویٰ کے مصنفین کے نام آتے ہیں۔ ان کے مشہور تلامذہ میں امام احمد بن حنبل، امام بخاری، یحییٰ بن معین، امام ترمذی، امام ابو داؤد سجستانی، علامہ البلاذری، علامہ التغلبی، علامہ الدارمی، ابن ابی الدنیا، امام علی بن عبد العزیز البغوی، شیخ ابو الحسن الطوسی، جیسے اکابر علماء شامل ہیں[۳۵]

رب قدیر وکریم حضرت علامہ ابوعبید القاسم بن سلام کے مرقد پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

حواشی ومراجع

[۱] ابن ندیم، الفہرست ص ۱۱۲، مطبوعہ القاہرہ، مصر، ۱۳۴۸ھ۔ الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۰۳، مطبوعہ مصر ۱۹۳۱ھ۔ ابن سعد، طبقات، ج ۷ ص ۳۵۵، مطبوعہ سخاو۔ لیڈن۔ ۱۹۰۹ء

[۲] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ ۱۹۵۷م۔ تاریخ بغداد۔ ج ۱۲، ص ۴۱۵، طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۳۵۵۔

[۳] ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، حرف قاف، دار الکتب المصریہ۔

[۴] ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۴ ص ۶۲ مطبوعہ مصر۔

[۵] روڈلف زلہائم، الامثال العربیہ القدیمہ، ص ۸۷ مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء

[۶] ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق (حرف قاف) الداودی، طبقات المفسرین، مطبوعہ القاہرہ ۱۹۷۲ء

[۷] ابن الاثیر، الکامل، وتاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۰۴۔ القفطی، انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، مطبوعہ، مصر ۱۹۷۳ء

[۸] ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۴ ص ۶۱۔ یاقوت الحموی، معجم الادباء، ج ۱۶ ص ۲۵۴۔ مطبوعہ احمد فرید، مصر ۱۹۳۶ء۔ ابن عماد الحنبلی، شذرات الذہب، ج ۲ ص ۵۵، مطبوعہ مصر ۱۳۵۰ھ امام نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ج ۲ ص ۲۵۷، ۲۷۰، مطبوعہ القاہرہ۔ ابن ندیم، الفہرست، ص ۱۱۲

۹ؔ ابن عساکر، تاریخ دمشق (حرف قاف) انباہ الرواۃ، ج ۳ ص ۱۷، معجم الادباء، ج ۱۶ ص ۲۶۰۔

۱۰ؔ القفطی، انباہ الرواۃ، ج ۳ ص ۱۳۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق (حرف قاف) ابن الانباری، نزہتہ الالباء، ص ۱۳۸، مطبوعہ القاہرہ، مصر ۱۹۶۸ء۔ الیاقوت، معجم الادباء، ج ۱۶ ص ۲۵۵۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۰ ص ۲۹۱، مطبعۃ السعادۃ، القاہرہ۔

۱۱ؔ نزہتہ الالباء، ص ۱۲۸، معجم الادباء ج ۱۶ ص ۲۵۵، البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰، ص ۲۹۱، تاریخ دمشق (حرف قاف) انباہ الراۃ، ج ۳ ص ۱۵۔

۱۲ؔ الصحاح (قس) ج ۲ ص ۹۶۰۔ ابوعبید القاسم بن سلام، غریب الحدیث، ج ۱ ص ۲۳۶، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۶۷ء۔

۱۳ؔ ابوبکر زبیدی، طبقات النحویین واللغویین، ص ۲۲۹، القاہرہ ۱۹۴۸ء ابن عماد الحنبلی، شذرات الذہب، ج ۲ ص ۵۵، القاہرہ ۱۳۵۰ھ۔ محمد بن شاکر الکتبی، عیون التواریخ، ص ۲۸۸۔ دارالکتب المصریۃ۔ ابن قاضی شہبہ، طبقات ابن قاضی شہبہ، ج ۲ ص ۲۲۴۔ دارالکتب المصریہ۔

۱۴ؔ البخاری، التاریخ الکبیر، ج ۴ (۱) ص ۱۷۲، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۶۰۔ الزبیدی، طبقات النحویین واللغویین، ص ۲۱۹، القاہرہ ۱۹۵۴ء۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج ۸ ص ۳۱۵ حیدرآباد دکن ۱۳۲۶ھ

۱۵ؔ خطیب، تاریخ بغداد، ج ۱۲ ص ۴۱۵۔ نزہتہ الالباء، ص ۱۴۱۔ انباہ الرواۃ، ج ۳ ص ۲۰۔ ابن مکتوم، تلخیص اخبار النحویین، ص ۱۹۲، دارالکتب المصریہ۔

۱۶ؔ السیوطی، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، ج ۲ ص ۲۵۴، القاہرہ ۱۹۶۴ء۔ ابن الجزری، طبقات ابن الجزری، ج ۲ ص ۱۸، القاہرۃ ۱۹۳۵ء نیز ابوالفداء، تاریخ ابوالفداء، ج ۲ ص ۳۶، مکتبہ النہضہ مصر۔ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج ۸ ص ۳۱۵، مطبوعہ حیدرآباد دکن

۱۷ؔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۱۲ ص ۴۰۴۔ السبکی، طبقات الشافعیہ، ج ۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ القاہرہ ۱۳۲۴ھ ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ ج ۴ ص ۶۱

۱۸ؔ السبکی، طبقات الشافعیہ۔ ج ۱ ص ۲۷۱۔ محمد بن شاکر الکتبی، عیون التواریخ، ص ۲۸۹، دارالکتب المصریۃ۔ خطیب، تاریخ بغداد، ج ۱۲ ص ۴۰۸۔

۱۹ؔ الزبیدی، طبقات النحویین واللغویین۔ ص ۲۱۸۔ القاہرہ ۱۹۵۴ء۔

۲۰ؔ الداودی۔ طبقات المفسرین ج ۲ ص ۳۶۔ القاہرۃ ۱۹۷۲ء۔

۲۱ؔ المزی ج ۴، ص ۳۱۹۔ الداودی ج ۲، ص ۳۹ تاریخ دمشق (حرف قاف)

۲۲؎ المزی، تہذیب الکمال ۵۵۵۔ عیون التواریخ ۲۸۸۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۱۴

۲۳؎ تلخیص ابن مکتوم۔ ص ۱۹۲، نزہتہ الالباء ص ۱۴۱۔ انباہ الرواۃ ج ۳ ص ۲۱

۲۴؎ وفیات الاعیان ج ۴ ص ۶۱۔ تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۱۶۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰ ص ۲۹۲

۲۵؎ بغیۃ الوعاۃ ج ۲ ص ۲۵۳۔ روضات الجنات ۵۴۶، مرآۃ الجنان ج ۲ ص ۸۴

۲۶؎ معجم الادباء ج ۱۶ ص ۲۵۵۔ طبقات النحویین واللغویین ص ۲۱۷

۲۷؎ الداودی، طبقات المفسرین ج ۲ ص ۴۳ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۰۴

۲۸؎ تاریخ دمشق (حرف قاف) تلخیص ابن مکتوم ۱۹۲

۲۹؎ وفیات الاعیان ج ۴ ص ۶۱۔ نزہتہ الالباء ص ۱۴۰۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۱۱

۳۰؎ نزہتہ الالباء ص ۱۳۷۔ وفیات الاعیان ج ۴ ص ۶۱ معجم الادباء ج ۱۶ ص ۲۶۴

۳۱؎ ابن ندیم، الفہرست ص ۱۱۳

۳۲؎ مراتب النحویین ص ۹۴۔ السبکی، طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۲۶۰

۳۳؎ ابن ندیم الفہرست ص ۱۱۲، ۱۱۳۔ وفیات الاعیان ۴/۶۳ ابن حجر، المعجم المفہرس ص ۴۴۔
بروکلمان، تاریخ الادب العربی ج ۲ ص ۱۵۹

۳۴؎ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۱۰۔ الرجحی، العبر ج ۱ ص ۴۱۵۔ نیز ج ۲ ص ۴۵ سے ۶۵۔ ج ۲ ص ۱۲، ۴۵، ۶۲، ۶۵، بروکلمان، تاریخ الادب العربی، ج ۳، ص ۴۲

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی ایک اہم کتاب

ایمان وعمل کا قرآنی تصوّر

الطاف احمد اعظمی

○ ایمان وعمل کے مروجہ تصور کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتی ہے۔ ○ قرآن وسنت کے نقطۂ نظر کی مدلل اور دلنشیں تشریح کرتی ہے۔ ○ ایمان وعمل کے تقاضے اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ واضح کرتی ہے۔ آفسٹ کی طباعت۔ خوبصورت سرورق۔ صفحات ۲۸۰ قیمت ۲۵ روپئے لائبریری ایڈیشن ۳۰ روپئے

ملنے کا پتا: ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲